# اقلیتی طبقات سے تعلق رکھنے والے طلباء کے لئے مرکزی حکومت سے جاری شدہ پوسٹ میٹرک اسکالر شپ اسکیم کے پیشِ نظر۔۔۔
# انکی نیت میں کھوٹ تو ضرور ہے لیکن کیا ہماری قانونی عدم بیداری بھی کسی گناہ سے کم ہے؟

شیخ نثار احمد تمبولی،

صدر

مائناریٹی ویلفئر آرگنائزیشن، دھولیہ

موبائل نمبر9372822580

اقلیت کی فلاح و بہبود کے تعلق سے وزیر اعظم کے نئے ،۱۵، نکاتی پروگرام کو جون ،۲۰۰۶ء میں اعلان کیا گیا، جس میں پوسٹ میٹرک اسکالر شپ اسکیم کے نفاذ کا ذکر بھی موجود ہے۔ ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم سے تعلق کسی اعلان پر ہی ہم زندہ باد زندہ باد کے نعرے لگا کر انکا ایک الیکشن سیدھا کر دیتے ہیں۔ لہٰذا گلّی سے دلی تک ان گنت الیکشن میں اپنا الّو سیدھا کر کے تقریباً ایک سال ۷ مہینے بعد انہوں نے اعلان شدہ اسکیم کو ۲۹، نومبر ۲۰۰۷ء سے نافذ کیا۔ شکر خدا ہیکہ ایک سال ۵ مہینے بعد تو انہیں اعلان شدہ اسکیم کا خیال آیا۔ لیکن یہاں بھی برسرِ اقتدار حکومت کی ہم سے محبت میں کچھ کمی کا زندہ ثبوت دیکھئے کہ متذکرہ اسکیم کے آرٹیکل ۷ میں ذکر ہیکہ جس طرح شیڈول کاسٹ اور شیڈول ٹرائب سے منسلک تمام طلباء کو اسکالر شپ ملنا لازمی شرط رکھی گئی ہے اُس طرح متذکرہ اسکیم میں ہر طالب علم کا اس اسکالر شپ پر حق نہیں رہے گا۔ کیونکہ محدود تعداد میں ہی اس اسکالر شپ کا بٹوارہ کیا جانا ہے۔ وزرات برائے اقلیتی امور کے ایک اشتہار کے مطابق پورے ملک میں صرف ۷۵ ہزار طلباء کو ہی وظائف دیئے جائے گے۔ ناانصافی دیکھئے کہ شیڈول کاسٹ (جن میں مسلمانوں کا شمار نہیں ہوتا ہے) اور شیڈول ٹرائب سے تعلق رکھنے والے ملک کے جتنے بھی طلباء وظیفہ کے لئے درخواست کرتے ہیں، جن کی تعداد ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں تک پہنچتی ہیں، ان تمام کو وظائف ملنا شرط ہے۔ لیکن ملک کے ۲۵ تا ۳۰ کروڑ آبادی پر مشتمل اقلیتی طبقات کے صرف اور صرف ۷۵ ہزار طلباء کو ہی اسکالر شپ کا وعدہ ہے۔ پھر بھی ہم کہتے ہیکہ ملک میں اقلیت کے ہمدرد وہیں وہیں ہیں۔ پروین شاکر نے سچ ہی کہا ہیکہ۔

ایک لمحہ کی توجہ نہیں حاصل اسکی　　　　اور یہ دل کے اسے حد سے سواء چاہتا ہے

''بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ'' متذکرہ اسکیم کے آرٹیکل ۱۴ کے تحت اس اسکیم کے اعلان کی ذمہ داری ریاستی حکومت پر چھوڑی گئی ہے۔ جس میں صاف طور سے ذکر ہیکہ اس اسکیم کو قبل از وقت نیشنل اور مقامی اخبارات میں اشتہار اور خبروں کے ذریعہ مشتہر کیا جائے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ متذکرہ اسکیم کو مناسب طریقے سے پبلی سٹی دی جانے کی ذمہ داری بھی اسی آرٹیکل کے تحت ریاستی حکومت پر ڈالی گئی ہے۔ لیکن بالخصوص مہاراشٹر کی بدنیت، بدشرست، بدنہاد اور متعصب برسرِ اقتدار حکومت نے ۴، فروری ۲۰۰۸ء تک مناسب طریقے سے اخبارات میں نہ ہی اشتہار دیا ہے اور نہ ہی مناسب طریقے کار اپنا کر پبلی سٹی دینے کی کوشش کی ہے۔ کہیں کسی اخبار کے ڈھکے چھپے کونے میں فروری کے پہلے ہفتہ میں یہ خبر ضرور پڑھنے ملی کہ متذکرہ اسکیم کی آخری مدت ۱۵، فروری تک ہے۔ یہ اور بات ہیکہ مائناریٹی ویلفئر آرگنائزیشن دھولیہ اور انگنت ہمدردانِ قوم کے بروقت بیداری کے صلہ میں اس اسکیم کی مدت ۲۹، فروری ۲۰۰۸ء تک کر دی گئی۔ رہا سوال اشتہار کا جو کہ ریاستی حکومت پر لازم و ملزوم تھا، اس تعلق سے ریاستی حکومت نے کسی اخبار میں اشتہار دیا ہو ایسا سننے پڑھنے میں نہیں آیا ہے۔

ہمارے ساتھ کس قسم کتنا گھناؤنا مزاق کیا جا رہا ہے۔ لیکن پھر ہم بیدار ہونے کو تیار نہیں ہیں۔

بے علم ہے ہم لوگ اور غفلت بھی ہے طاری　　　　افسوس کہ اندھیرے بھی ہے اور سو بھی رہے ہے

ہمارے کرم فرماؤں کی ہم سے ہی لاپرواہی کی انتہاء دیکھئے کہ ضلع ایجوکیشن آفیسر نے اپنے دائرۂ اختیار کے پرنسپل صاحبان کو اس اسکیم کے تعلق سے کچھ اطلاع تادمِ تحریر نہیں دی۔ لہٰذا پرنسپل صاحبان طلباء سے متذکرہ اسکیم کے فارم قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ چند کالج میں صرف اوپن طبقات کے طلباء کے ہی فارم قبول کئے جا رہے ہیں اور او بی سی اور دیگر پسماندہ طبقات کے اقلیتی طلباء کو فارم داخل کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ جہاں تک صرف او بی سی اِسکالر شپ کی بات کی جائے تو وہ اقلیتی اسکالر شپ کے مقابلہ میں نہایت ہی کم ہے۔ یہ بات قابلِ غور ہیکہ بالخصوص مہاراشٹر میں ۸۰ فیصد اقلیتی طبقہ کا تعلق او بی سی وغیرہ سے ہے۔ لہٰذا آج ہی اقلیتی طبقے کے ۸۰ فیصد اُمیدوار متذکرہ اسکیم سے محروم ہو رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ منسلک اسکول اور کالج، طلباء سے ایک انڈرٹیکنگ لے لیں کہ اگر مرکزی اقلیتی اسکالر شپ منظور ہو جاتی ہے تو دوسری کسی اسکالر شپ سے وہ فائدہ نہیں اٹھائے گے اور اگر درمیان میں کسی قسم کا فائدہ اٹھا بھی لیا گیا ہو تو حاصل شدہ رقم حکومت کو لوٹا دی جائے گی۔ ویسے متذکرہ اسکیم کے آرٹیکل (۱۵) ۱۱ کے تحت اس یوجنا کے تعلق سے تشکیل شدہ ریاستی کمیٹی اس بات کا خصوصی خیال رکھ کر ہی طلباء کے وظائف کو منظوری دے گی کہ کوئی بھی طالب علم اس وظیفہ کو دو جگہ سے حاصل نہ کر سکیں وظائف کی منظوری کا اختیار آخر میں ریاستی سطح کی ایک کمیٹی کو ہی رہنے والا ہے۔ پھر کسی بھی کالج کو یہ حق کہاں حاصل ہوتا ہیکہ وہ او بی سی طبقات کے طلباء سے فارم قبول نہ کریں؟ وقت نہایت ہی کم ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر تعلقہ اور ہر شہر میں ایک منظّم نیٹ ورک تیار کے تمام اسکول اور کالج کو اوپن طلباء کے ساتھ ساتھ او بی سی طبقات کے طلباء کے عریضے بھی قبول کرنے پر آمدہ کریں۔ اگر ریاست مہاشٹر کا کوئی بھی کالج کسی بھی اقلیتی طبقہ کے طالب علم کا فارم اس بناء پر قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو کہ انکا تعلق او بی سی طبقہ سے ہے یا وہ او بی سی سہولت سے مستفیض ہو رہے ہیں تو یہی بات ان سے تحریری طور سے لی جائے۔ اس تعلق سے جن حضرات کو معلومات شیئر کرنا ہو یا تبادلۂ خیال کرنا ہو تو وہ راقم السطور سے موبائل پر رابطہ قائم کریں۔ (جزاک اللہ احسن الجزاء)